طلاق ایک حقیقت ۔۔۔ ایک افسانہ

تبصرہ از محمد انور عباسی

"قرآن میں طلاق" کے عنوان سے ایک تحریر برائے تبصرہ موصول ہوئی۔ اس سلسلے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں۔

صاحبِ تحریر نے "یوءلوُنَ" کا مفہوم "چھوڑنا چاہیں" کر کے مردوں کے لیے بھی چار مہینے عدت گزارنے کی تجویز دی ہے تاکہ خوب غوروخوض کے بعد ہی طلاق کی نوبت آئے۔ ان کے نزدیک ایلاء کا مطلب قسم لیناہی سرے سے غلط ہے۔ اس کی مثال قرآن کی ایک آیت سے لاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ " اس مادے سے بنا ہوا ایک لفظ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 118 میں آیا ہے۔ لَاۓ الُوْنَکُم خبالا۔ تمہیں خراب کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے "

اس جملے سے تاثر یہ ملتا ہے کہ قرآن میں اس مادے سے صرف سورۃ بقرہ اور آل عمران میں ہی یہ لفظ آیا ہے اور اس کا مطلب بھی صرف چھوڑنا ہے۔ یہ دونوں باتیں ہی درست نہیں ہیں۔ موصوف نے چونکہ اس لفظ کا مطلب بیان کرتے ہوئے کسی معروف یا غیر معروف لغت کا حوالہ نہیں دیا تاکہ ہم اس کو بھی سامنے رکھتے۔ اس لیے ہم خود ہی عربی لغت کی مدد سے اس کا درست مفہوم سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

عربی لغات میں چار کتابوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لسان العرب، تاج العروس، قاموس اور المفردات فی غریب القرآن جو امام راغب اصفہانی کی مشہور تالیف ہے۔ تاج العروس کے مطابق آلا۔ یالو۔ اُلوًّا والیًا کا مطلب ہے، کوتاہی کرنا، باز رہنا، سستی کرنا، تاخیر کرنا، الْاَلِیّۃ، قَسم، اِیلَاء" باز رہنے کی قسم ۔ عورتوں سے باز رہنے کی قسم (۲/۲۲۶) الالاء کا ایک مطلب عطا کرنا، عطیہ اور نعمت بھی ہے۔ سورۃ الرحمن میں تکرار سے استعمال ہونے والا لفظ بھی اسی مادے سے بنا ہے۔ اسی مادے سے بنا ہوا لفظ سورۃ نور میں بھی آیا ہے۔ ولا یاتل اولوا الفضل منکم۔ اور جو لوگ تم میں سے صاحبِ فضل ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں، باز نہ رہیں (۲۴/۲۲)

المفردات القرآن میں ہے: اَلوت فی لأمر کے معنی ہیں کسی کام میں کوتاہی کرنا اور اَلَوْتُ فلاناً کے معنی ہیں میں نے اسے کوتاہی کا والی بنا دیا۔ قرآن میں ہے " یہ لوگ تمہاری خرابی چاہنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے (۱۱۸/۳) امام راغب اصفہانیؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ: " اصل میں اِیلاء" وَالِیَّۃ" اس قسم کو کہتے ہیں جس پر قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کو سامنا کرنا پڑے۔ اصطلاح شریعت میں ایلاء" اس قسم کو کہتے ہیں جو عورت کے ساتھ جماع پر اٹھائی جائے جائے (یعنی اس پر قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے) ۔

درج بالا تصریحات سے واضح ہے کہ ایلاء یا اس مادے کے جتنے الفاظ سامنے آئے ہیں ان کا مفہوم، باز رہنا، کوتاہی کرنا، تاخیر کرنا، سستی کرنا، قسم کھانا، نعمت عطا کرنا اور قدرت رکھنے کے ہیں۔ سیاق و سباق سے ہر جگہ کوئی ایک ہی مطلب لیا جاسکتا ہے۔

اس تحریر میں ہمیں تحقیق سے زیادہ الفاظ سے کھلواڑ زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت (۱۱۸/۳) کا ترجمہ کرتے وقت پہلے تو بتاتے ہیں: "نہ وہ باز رہیں گے۔ تم کو۔ خراب کرنے سے"، پھر اس کا مترادف تراشتے ہیں: " نہ۔ وہ۔ چھوڑیں گے۔ تم کو۔ خراب کیے بغیر" ۔ پھر اس چھوڑنے کا بھی تیسرا مترادف "چھوڑنا چاہیں" سامنے لاتے ہیں۔ اگر باز رہنا اور چھوڑنے کا ارادہ کرنا ایک ہی مفہوم ظاہر کرتا ہے تو آیت ۲/۲۲۶ میں باز رہنے والا ترجمہ ڈال کر دیکھ لیں کہ کیا دشواری پیش آتی ہے۔

اس ترجمے میں ایک غلطی اور بھی ہے۔ یُؤلُوْنَ مضارع کا صیغہ ہے۔ اس میں حال اور مستقبل کا زمانہ پایا جاتا ہے اور مضارع میں کسی کام کے ہونے میں استمرار اور دوام کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔ یعنی کسی فعل کا ہونا اور ہوتے چلے جانا۔ اس میں "چاہنے" یا ارادے اور نیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" جو لوگ

اپنے بیویوں کو چھوڑنا چاہیں" کا مطلب تو یہ ہے چھوڑنے کا عمل ابھی پیش ہی نہیں آیا، خود موصوف 4 ماہ کی عدت گزارنے کے بعد کہیں اس فعل کے وقوع پذیر ہونے کا امکان ظاہر کرتے ہیں۔

کیا مضارع کے صیغے میں اسی طرح چار چار ماہ کی عدت کے بعد کسی فعل کے ہونے کا امکان۔۔۔ صرف امکان پایا جاتا ہے؟ قرآن میں بیسیوں مرتبہ مومنین کی صفت مضارع کے صیغے میں بتائی ہے کہ "یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکواۃ" وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں۔ یہ ان کی مستقل صفت ہے۔ کیا اس جگہ ہم یہ ترجمہ کریں گے کہ مومن وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرنا چاہیں اور زکواۃ ادا کرنا چاہیں؟ کتنی ہی بار آخرت پر یقین رکھنا اور رکھے چلے جانا۔ اسی مضارع کے صیغے میں اس طرح ادا ہوا ہے کہ "وبالْآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُونَ" کیا اس کا درست ترجمہ یہ ہے کہ "وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں" یا آخرت پر یقین کرنا چاہیں"؟۔

اس آیت مبارکہ کا غلط ترجمہ کر کے ہی یہ غلط مفروضہ قائم کر لیا گیا ہے۔" جو لوگ اپنی عورتوں کو چھوڑنا چاہیں ان کو چار ماہ عدت گزارنا ہو گی۔ جب یہ مفروضہ قائم ہو گیا تو اگلا قدم نسبتاً آسان ٹھہرا اور یہ مفروضہ حقیقت بن گیا کہ اور حکم ہوا کہ" ذہن نشین کر لیں کہ جس طرح عورت کے لیے اپنی مقرر کردہ عدت گزارے بغیر کسی اور مرد سے نکاح کرنا حرام ہے، اسی طرح مرد کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عدت گزارے بغیر اپنی عورت کو طلاق دینا حرام ہے"۔(ص 4) یہ حقیقت ثابتہ تسلیم کروا کر علماء کرام سے ایک سوال بھی پوچھ لیا گیا کہ "اگر میری بات غلط ہے تو بتایئے آیت 226 میں مرد کے لیے چار ماہ کا انتظار کیوں فرض ہے؟"

طلاق کا طریقہ بیان کرتے ہوئے موصوف جب آیت نمبر 230 تک پہنچتے ہیں تو اس کو سرے سے میاں بیوی کی علیحدگی کے موضوع سے ہی خارج سمجھتے ہیں۔ آیت 229 میں الطلاق مرتٰن کی ایک تشریح کر کے تیسرا اقدام بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے بات یہاں روک کر ضمناً ایک بات اور ایک بیان کی ہے۔ پڑھے آیت نمبر 230۔ اگر علیحدگی اختیار کی ہو تو بیوی تم پر حرام ہو جائے گی حتیٰ کے وہ نکاح کر کے کسی اور کی بیوی بن جائے۔ اگر وہ بھی علیحدگی اختیار کر لے تو پھر ان دونوں پر گناہ نہیں دوبارہ مل بیٹھیں اگر خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں توڑیں گے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو صاحبانِ علم کے لیے بیان کر دیا گیا ہے" (صفحہ 10) ایک اہم حکم کو ضمنی کہہ کر اس کو درخور اعتنا نہ سمجھ کر کسی دوسرے اہلِ علم کے لیے چھوڑ دینے سے مسئلہ تو ذرا بھی حل نہیں ہوا۔ یہ آیت بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔

تاہم صاحب مضمون اپنے اسی خیال کو آگے بڑھاتے ہوئے آیت نمبر 232 تک پہنچ کر اَزْوَاجَهُنَّ کے لفظ پر بحث کی ہے کہ علمائے کرام نے ترجمہ کرنے میں کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "کئی علماء کرام نے اس آیت میں اس کا ترجمہ دوسرے شوہر کیا ہے۔ حالانکہ دوسرا آدمی تو ابھی شوہر بنا ہی نہیں۔ اس کے لیے لفظ شوہر استعمال نہیں کر سکتے۔ سوچئے آپ کی موجودہ بیوی آپ کی زوجہ کب بنی تھی؟ نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد؟ کیا آپ نکاح سے پہلے اپنی موجودہ بیوی کو زوجہ کہہ سکتے تھے؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہے۔۔۔ نکاح کے بعد وہ آپ کی زوجہ بنی اور آپ اس کے زوج (شوہر) بنے تھے۔ لہٰذا اَزْوَاجَهُنَّ کا مطلب عدت گزارنے والی عورت کا پہلا شوہر ہے۔ وہ مرد جس سے ابھی عورت کا نکاح نہیں ہوا اس کا زوج نہیں کہلا سکتا" (ص 11-10)

بظاہر بڑی زبردست دلیل دیکر موصوف نے مطلقہ عورت کو صرف سابقہ شوہر ہی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ ازواج کا لفظ عام ہے۔ اس میں سابقہ شوہر بھی داخل ہے اور آئندہ ہونے والا شوہر بھی۔ آئندہ ہونے والے شوہر کو ایک زبردست "عقلی" دلیل سے اس آیت کے مفہوم سے خارج کر کے عورت پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اس پر ایک ناروا پابندی لگا دی جو اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں ہے۔ فرض کریں عورت اپنے سابقہ شوہر سے نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ اپنے تجربات سے وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اچھا ہوا اسکی سابقہ شوہر سے جان چھوٹ گئی تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی صحیح ترجمانی ہو گی کہ نہیں بی بی تم نکاح کرو تو سابقہ شوہر سے ہی کیوں کہ اَزْوَاجَهُنَّ کے لفظ میں صرف سابقہ شوہر ہی داخل ہے؟

موصوف کی عقلی دلیل کا جواب خود انکے اسی مضمون کے صفحہ نمبر 10 پر آیت نمبر 230 کے ذیل میں موجود ہے جس کو انہوں نے " ضمناً ایک اور ہی بات " قرار دیا ہے۔ آیت کے الفاظ ہیں " فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِن بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہٗ " تو نہیں حلال ہو گی وہ اس کے لیے اس کے بعد جب تک وہ نکاح نہ کرے کسی دوسرے شوہر سے اس کے سوا" صاحب مضمون پوری آیت درج کر کے اس کا ترجمہ تو نہیں کیا البتہ ان کا اپنا نا مکمل ترجمہ ہی سہی تقریباً یہی بتاتا ہے۔ ان کا ترجمہ ہے " اگر علیحدگی اختیار کی تو بیوی تم پر حرام ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ نکاح کر کے کسی اور کی بیوی نہ بن جائے" (ص60)

اس ترجمے پر موصوف ہی کا سوال اگر چسپاں کر دیا جائے کہ دوسرے مرد سے تو ابھی تک نکاح ہوا ہی نہیں وہ اس کا زوج کس طرح کہلا سکتا ہے؟ حتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہٗ میں دوسرا مرد زوج کب بنا، نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد؟ اگر نکاح کے بعد بنا تو اس جملے کا کیا مطلب ہے کہ حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے کسی اور شوہر سے؟ اصل یہ ہے کہ آیت نمبر 230 ہو یا 232 زوج کا مفہوم سے ہونے والے شوہر کو خارج کرنا کسی طور درست نہیں۔

حاصل کلام:

عربی لغت، گرائمر اور جملوں کے دروبست کے خلاف غلط سلط ترجمہ کر کے کوئی عقیدہ بنا لیا جائے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ اصل مسئلہ تو صاحبِ مضمون کے نزدیک "بتائیے اب کیا کریں" کے عنوان سے صفحہ 2 پر ایک زبردست ڈرامائی سین جو سامنے آیا تھا وہ یہ تھا کہ:

" اگر اہلِ حدیث مفتی کے کہنے پر اس بیچاری عورت کو اس کے بچوں کے باپ کے پاس بھیج دیں تو حنفی مفتی صاحب کی نظر میں یہ عورت زناکار بنتی ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں بیک وقت تین طلاق دینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر حنفی مفتی صاحب کے کہنے پر اس بیچاری عورت کا نکاح کسی اور مرد سے کرتے ہیں تو اہلِ حدیث مسلک کے مفتی صاحب کی نظر میں وہ عورت زناکار بنتی ہے کیونکہ اس کی نظر میں بیک وقت تین طلاق دینا ایک ہی شمار ہوتی ہے اس لیے نکاح نہیں ٹوٹا۔ بتائیے اب کیا کریں؟ (ص10)

ہمارا خیال تھا کہ صاحب مضمون اس مسئلے کا کوئی اور حل بتائیں گے جس سے دو ملاؤں میں مرغی حرام ہونے سے بچ جائے۔ تاہم انہوں نے "یُؤْلُوْنَ" کا مفہوم طلاق دینے کا نوٹس اور تَرَبُّص کا مردوں کے لیے چار ماہ کی عدت قرار دینے کے بعد بھی محض یہ حل نکالا کہ: " اگر عدت گزارے بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی تو پھر مرد بھی عدت گزارے بغیر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی عورت مقررہ عدت کے دوران کسی مرد سے نکاح کرے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا بالکل اسی طرح اگر کوئی مرد اپنے عدت گزارے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق بھی منعقد نہ ہو گی (ص6-5) ہمارے خیال میں تو اصل مسئلہ جوں کو توں باقی رہا۔ صاحب مضمون نے اعتراض ہی تو یہی کیا تھا۔" اگر حنفی مفتی صاحب کے کہنے پر اس بیچاری عورت کا نکاح کسی اور مرد سے کرتے ہیں تو اہلِ حدیث مسلک کے مفتی صاحب کی نظر میں یہ عورت زناکار بنتی ہے کیونکہ اس کی نظر میں بیک وقت تین طلاق دینا ایک شمار ہوتی ہے اس لیے نکاح نہیں ٹوٹا" (ص2) اب ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ اہلِ حدیث مسلک کے مفتی صاحب کے نزدیک بھی نکاح نہیں ٹوٹا تھا اور وہ بیچاری عورت معلق ہو کر رہ گئی تھی۔ اب مردوں کی عدت کے بعد بھی عورت اسی طرح معلق ہو گئی تو نفسِ مسئلہ پر کیا اثر پڑا اور دو ملاؤں بلکہ تین ملاؤں کے درمیان مرغی حلال کس طرح ہو جائے گی۔

ایک حقیقت ایک فسانہ

DIVORCE. {SEPARATION} طلاق . (علیحدگی)

:- ہنستے بستے گھر اجاڑنے والی :-

میرے پڑوس میں ایک جوڑا اپنے چار پیارے پیارے بچوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ میاں بیوی اکثر لڑتے رہتے تھے۔

ایک روز دونوں میں بہت جھگڑا ہوا اور بات گالم گلوچ سے ہاتھا پائی اور مار پیٹ تک جا پہنچی۔ خاوند نے بیوی کو خوب پیٹا حتّٰی کہ بچوں کی بھی ٹھکائی ہوگئی۔ بیوی نے بھی خاوند کا منہ نوچ ڈالا۔ اور دل کھول کر بددعائیں دیں۔ جس کے نتیجہ میں خاوند نے بیوی کو طلاق دیدی۔

جب محلے والے اُن کے گھر پہنچے تو اُس وقت خاوند ایک طرف خاموش بیٹھا تھا۔ بیوی برآمدے میں بیٹھی رو رہی تھی۔ اور بچے خوفزدہ ہوکر ماں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔

محلے والوں کو جب پتہ چلا کہ خاوند نے بیوی کو طلاق دیدی ہے تو سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ کچھ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور کچھ بڑے بوڑھے مرد کے پاس بیٹھ گئے اور طلاق دینے کی وجہ معلوم کرنے لگے۔

ایک دن گزر گیا۔ دو دن گزر گئے۔ کسی نے نہیں سوچا کہ اس بدنصیب گھر والوں نے کھانا بھی کھایا کہ نہیں۔ سب کی زندگی دوبارہ اپنی ڈگر پر رواں دواں ہوگئی۔

تیسرے دن لڑکی کے دو بھائی اور ایک بیوہ ماں آ گئی۔ گھر میں ایک بار پھر گرما گرم بحث کا آغاز ہوگیا۔ لڑکی کے بھائیوں نے بہنوئی کے ساتھ ہاتھا پائی کی۔ بیوہ ماں نے بددعائیں دیں مگر طلاق جہاں تھی وہیں رہی۔

ہماری گلی کے دو بزرگ آدمی اور لڑکی کے بھائیوں نے کچھ مشورہ کیا اور چاروں آدمی شہر کے بڑے دارالعلوم غوثیہ حنفیہ کے مفتی صاحب کے پاس جا پہنچے اور سارا واقعہ سُنایا مفتی صاحب نے جواب دیا کہ پہلے خاوند کو لاؤ پھر کچھ جواب دوں گا۔

چنانچہ اگلے دن یہ چاروں آدمی طلاق دینے والے خاوند کو لیکر مفتی صاحب کے پاس گئے مفتی صاحب نے طلاق دینے والے خاوند سے پوچھا، "تم نے کس طرح طلاق دی تھی ؟"

طلاق دینے والے خاوند نے بتایا کہ اُس نے تین دفعہ کہا تھا، "میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی"

مفتی صاحب کچھ دیر تک سوچتے رہے اور پھر بولے۔ یہ تین طلاق کا مسئلہ ہے۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں اِن دونوں کا نکاح ختم ہو چکا ہے۔ اب نہ وہ اس کی بیوی نہ یہ اُس کا خاوند۔

اور بات ختم ہوگئی

سب خاموشی کے ساتھ منہ لٹکائے واپس آ گئے۔

گلی کے دو ہمدرد آدمیوں نے مشورہ دیا کہ آپ دارالعلوم محمدیہ اہلحدیث کے مفتی صاحب کے پاس جائیں وہ بہت پڑھا لکھا اور سمجھدار آدمی ہے۔ انشاءاللہ وہ صحیح جواب دے گا۔

چنانچہ اگلے دن لڑکی کے بھائی اِس مفتی صاحب سے ملے اور سارا واقعہ سنایا۔ اس مفتی صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ یہ تو ایک مجلس میں بیک وقت طلاق دینے کا مسئلہ ہے۔ اِس طرح ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاق دینا خلافِ شرع ہے۔ احادیث

کی روشنی میں یہ ایک طلاق شمار ہوتی ہے ۔ لہٰذہ اِن دونوں کا نکاح ختم نہیں ہُوا ۔ اِن سے کہو کہ رجوع کر لیں ۔

بات پھر اٹک گئی :۔

گلی میں ایک نئی بحث چل نکلی کہ یہ عورت کیا کرے ۔ اس بحث میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور نوجوان طبقہ بھی شامل ہو گیا ۔ ہر شخص بول رہا تھا ۔ مگر کسی کے پاس اِس مسئلہ طلاق کا حل نہ تھا دو تین جوشیلے نوجوانوں نے دونوں مفتی صاحبان سے خود ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اور پہلے وہ حنفی مسلک کے مفتی صاحب سے ملے ۔ اور پوچھا :۔

مولانا ! اُس عورت کو طلاق ہو گئی ہے اب وہ کیا کرے ؟

مفتی صاحب کا جواب تھا ، " عدّت گزارے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے "

ایک لڑکے نے مفتی صاحب کو بتایا کہ وہ اہلحدیث مسلک کے مفتی صاحب کہتے ہیں صرف ایک طلاق ہوئی ہے نکاح نہیں ٹوٹا ۔ وہ رجوع کر سکتے ہیں ۔

یہ مفتی صاحب گرم ہو گئے ۔ کہنے لگے ۔

" غور سے سُن لو ۔ نکاح ٹوٹ چکا ہے ۔ اب اگر یہ عورت اپنے بچوں کے باپ سے مباشرت کرے گی تو زنا کی مرتکب ہوگی ۔ اور زنا کی سزا رجم ہے "

یہاں سے فارغ ہو کر لڑکے دارالعلوم محمدیہ اہلحدیث کے مفتی صاحب کے پاس پہنچے ۔ اور وہی سوال کیا کہ اب یہ عورت کیا کرے ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ حنفی مفتی صاحب نے کہا ہے کہ اب پہلے خاوند سے مباشرت کرنا زنا شمار ہوگا ۔

اب یہ مفتی صاحب جوش میں آ گئے اور بولے :۔

لڑکو ! مان لو اُس کی بات ، کر دو عورت کا دوسرا نکاح ۔ لیکن کان کھول کر سُن لو ، دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہو ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ ابھی یہ اپنے بچوں کے باپ کی بیوی ہے ۔ اگر دوسرے مرد سے مباشرت کرے گی تو یہ زنا ہوگا ۔ اور رجم سے ماری جائے گی ۔

اور بدنصیب عورت مُعلق ہو گئی

بتائیے اب کیا کریں ؟

اگر اہلحدیث مفتی کے کہنے پر اس بیچاری عورت کو اس کے بچوں کے باپ کے ساتھ بھیج دیں تو حنفی مفتی صاحب کی نظر میں یہ عورت زنا کار بنتی ہے ۔ کیونکہ اس کی نظر میں بیک وقت تین طلاق دینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے ۔

اور اگر حنفی مفتی صاحب کے کہنے پر اس بیچاری عورت کا نکاح کسی اور مرد سے کرتے ہیں تو اہلحدیث مسلک کے مفتی صاحب کی نظر میں یہ عورت زنا کار بنتی ہے ۔ کیونکہ اُس کی نظر میں بیک وقت تین طلاق دینا ایک طلاق شمار ہوتی ہے اسلئے نکاح نہیں ٹوٹا ۔

اب اس عورت کے لئے نہ جانے کے لئے پاؤں ہیں نہ رہنے کے لئے جگہ ہے ۔

بتائیے اب کیا کریں ؟

کسی عقلمند نے سچ کہا تھا ،

دو مُلّاؤں میں مُرغی حرام :۔

مُفتیِ اکبر جَلّ شانہٗ

کا فتوٰی :

معزز قارئین !

آپ نے دو برسرِاقتدار مُفتیانِ کرام کا فیصلہ سن لیا ہے۔ دونوں مُفتیوں کے پاس اپنے اپنے مؤقف کے حق میں بڑے بڑے وزنی دلائل ہیں۔ اور ان کے پاس حدیثوں کا اسلحہ اتنا ہے کہ قیامت تک لڑتے رہیں تب بھی اسلحہ ختم نہ ہوگا۔

میرے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ ہم یہ مسئلہ مفتیِ اکبر جَلّ شانہٗ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں اُس کا کیا فیصلہ ہے۔

آیئے !

دارُ الاِفتاح اکبر چلتے ہیں۔ اور فتاوٰی کبریا دیکھتے ہیں۔

نام کتاب :۔ فتاوٰی کبریا (قرآن پاک)

جلد دوم :۔ دوسرا سپارہ (پارہ سَیَقُولُ)

باب :۔ سورۃ بقرہ (آیت ۲۲۶)

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ

ترجمہ :۔ جو لوگ اپنی عورتوں کو چھوڑنا چاہیں۔

تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ

اُن کو چار ماہ تک رُکنا ہوگا۔

فَاِنْ فَآءُوْ

پس اگر وہ پہلی حالت پر واپس آ جائیں گے

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

تو اللہ تعالٰی ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

رائجُ الوقت ترجمہ :۔ اس آیت کا رائجُ الوقت ترجمہ علمائے کرام نے یوں کیا ہے

(جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں۔ اُن کو چار مہینے انتظار کرنا چاہیے۔ اگر اس دوران رجوع کرلیں تو خدا ہی بخشنے والا مہربان ہے)

کیا آپ نے یہ اصول کبھی کسی مولوی صاحب کی زبانی سُنا ؟

کیا آپ نے کوئی ایسا مرد دیکھا جس نے اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی قسم کھائی ہو۔ میرے وہ بزرگ بتائیں جن کی عمریں ستّر یا اسّی سال ہوگئی ہیں۔ کیا انہوں نے کوئی ایسا مرد دیکھا جس نے اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی قسم کھائی ہو ؟

تو پھر اس آیت میں (لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ) کا کیا مطلب ہے۔

اس آیت میں لفظ یُؤْلُوْنَ کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس لفظ کا مادہ الف۔ل۔و ہے۔ اس مادے سے بنا ہوا ایک لفظ سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۱۸ میں آیا ہے۔ لکھا ہے :

(اے ایمان والو اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ (لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا) تمہیں خراب کیے بغیر نہ چھوڑیں گے)

اس جملے کو لفظاً لفظاً دیکھ لیں تاکہ معنی واضح ہوجائیں۔

لَ ۔ یَ ۔ اْلُوْنَ ۔ کُمْ ۔ خَبَالًا

نہ ۔ وہ ۔ باز رہیں گے ۔ تم کو ۔ خراب کرنے سے
یا ۔ نہ ۔ وہ ۔ چھوڑیں گے ۔ تم کو ۔ خراب کئے بغیر

دوبارہ توجہ فرمائیں! اس آیت میں الف ۔ ل ۔ و کے مادے سے بننے والے لفظ نے کیا معنی دئے ہیں۔

پس یُؤْلُوْنَ کے معنی (باز رہنا ۔ چھوڑ دینا) بنتے ہیں۔

اب اس زیرِ مطالعہ آیت کا ترجمہ یہ ہوگا:۔

(**جو لوگ اپنی عورتوں کو چھوڑنا چاہیں اُن کو چار ماہ عدّت گزارنا ہوگی** اور اگر رجوع کر لیں تو اللہ تعالٰے بھی بخشنے والا مہربان ہے)

لامحالہ آپ سوال کریں گے کہ مرد کے لئے عدّت گزارنے کا قانون کہاں سے آ گیا۔ عدّت گزارنا صرف عورت پر فرض ہے۔

جواباً عرض ہے کہ جس لفظ نے آیت ۲۲۸ میں عورت پر تین حیض کی عدّت فرض کی ہے۔ اُسی لفظ نے اس آیت میں مرد پر عدّت فرض کر دی ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ اپنے قریبی مولوی صاحب سے دریافت کریں کہ قرآن پاک میں کس لفظ نے مطلقہ عورت پر تین حیض کی عدّت گزارنا فرض کی ہے۔

حقِ نکاح اور حقِ طلاق

آپ جانتے ہیں کہ ہر عورت کو نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر بیوہ اور مطلقہ عورتیں اپنی مقرّرہ عدّت گزارے بغیر کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتیں۔

دوسرے لفظوں میں کسی مطلقہ یا بیوہ عورت کو اپنی مقرّرہ عدّت گزارے بغیر نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح اپنی چار ماہ کی مقرّرہ عدّت گزارے بغیر مرد کو بھی طلاق دینے کا حق نہیں ہے۔

ذہن نشین کر لیں۔ کہ جس طرح عورت کے لئے اپنی مقرّرہ عدّت گزارے بغیر کسی اور مرد سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اُسی طرح مرد کے لئے بھی اللہ تعالٰے کی مقرر کردہ چار ماہ کی عدّت گزارے بغیر اپنی عورت کو طلاق دینا حرام ہے۔

علماءِ کرام سے ایک سوال:۔ اگر میری یہ بات غلط ہے تو بتائیے آیت ۲۲۶ میں مرد کے لئے چار ماہ کا انتظار کیوں فرض ہے۔؟

مرد کے لئے عدّت اور حقِ طلاق

میری اس بات پر آپ کو حیرانی ہوئی ہوگی کہ اپنا حقِ طلاق استعمال کرنے سے پہلے مرد کو بھی چار ماہ کی عدّت گزارنا فرض ہے۔

شاید آپ جانتے ہوں کہ دنیا میں کئی مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی حق حاصل کرنے کے لئے انسان کو ایک مقرّرہ مدت گزارنی ہوتی ہے۔ علماءِ کرام کی زبان میں اِسے عدّت کہتے ہیں۔

چند مثالیں پیش کرتا ہوں:۔

۱۔ ہر عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کرے۔ لیکن بیوہ عورت اور مطلقہ عورت کو

یہ حق اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے سابقہ خاوند کی عدّت نہ گزار لے۔

لہٰذہ دورانِ عدّت کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ نکاح کرے۔ ہر مطلقہ عورت کے لئے آیت ۲۲۸ کے تحت تین حیض یا طہر انتظار کرنا فرض ہے۔

۲۔ ہر M.B.B.S ڈاکٹر کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا پرائیویٹ ہسپتال یا کلینک کھول لے۔ مگر یہ حق حاصل کرنے کے لئے اُسے گورنمنٹ کی مقرّر کردہ ایک خاص مدّت کے لئے کسی ہسپتال میں کسی بڑے ڈاکٹر کے تحت کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ زمانہ دراصل اس کا زمانہ عدّت ہے۔ اس زمانہ عدّت کے بعد وہ اپنا حق ڈاکٹری استعمال کرنے کے قابل ہو گا۔

۳۔ ہر (L.L.B) وکیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود مختار وکیل کی حیثیت سے عدالت عالیہ میں پیش ہو سکتا ہے۔ لیکن اس حق کو استعمال کرنے سے پہلے اُسے کسی پرانے وکیل کے تحت کم از کم چھ ماہ کام کرنا ہوگا۔ یہ چھ ماہ کی مدت ادائے عدّت ہے۔ اس عدّت کو پورا کئے بغیر یہ وکیل خود مختار وکیل نہیں بن سکتا۔

۴۔ آج کل ہومیو پیتھک کے کالج موجود ہیں۔ جو چار سال کا کورس پڑھانے کے بعد ڈاکٹر آف ہومیو کی ڈگری دیتے ہیں۔ لیکن چار سال کا کورس پاس کرنے والے کو وہ اُس وقت تک ڈگری نہیں دیتے جب تک کہ وہ کسی پرانے ہومیو ڈاکٹر کے تحت چھ ماہ نہ گزار لے۔ یہ زمانہ انگریزی زبان میں (PROBATIONAL PERIOD) کہلاتا ہے۔ اسے شریعی زبان میں یا علماء کرام کی زبان میں عدّت کہا جاتا ہے۔

۵۔ گورنمنٹ کا قانون ہے کہ کوئی محکمہ اپنے ملازم کو ایک ماہ کا نوٹس دئے بغیر ملازمت سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ اُسے ایک ماہ کی تنخواہ بطور جرمانہ ادا کرنا ہوگی۔ اسی طرح ہر ملازم پر فرض ہے کہ وہ محکمہ چھوڑنے سے ایک ماہ پہلے اپنے افسرِ اعلیٰ کو اطلاع دے کہ (میں آپ کا محکمہ چھوڑ رہا ہوں) گویا وہ اطلاع دے رہا ہے کہ وہ آپ کے محکمہ کو طلاق دے رہا ہے۔ یہ ایک ماہ کا نوٹس شریعی زبان میں عدّت کا زمانہ کہلائے گا۔

بالکل اسی طرح آیت ۲۲۶ کے مطابق چار ماہ گزارنا عورت کے لئے ایک نوٹس ہے کہ اُس کا مرد اب اُسے چھوڑ رہا ہے۔ لیکن مرد اپنا حقِ طلاق استعمال کرنے سے پہلے چار ماہ کی عدّت ضرور گزارے گا جیسے عورت اپنا حقِ نکاح استعمال کرنے سے پہلے تین حیض کی عدّت گزارتی ہے۔

لہٰذہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اپنا حقِ طلاق استعمال کرنے سے پہلے مرد پر چار ماہ کی عدّت گزارنا فرض ہے۔

تَرَبُّصُ ـــــ یَتَرَبَّصْنَ

۱۔ اگر آیت ۲۲۶ میں لفظ تَرَبُّصُ کے باوجود مرد پر چار ماہ کی عدّت فرض نہیں ہوتی تو پھر آیت ۲۲۸ میں بھی لفظ یَتَرَبَّصْنَ سے عورت پر عدّت فرض نہیں ہوتی۔

۲۔ اگر **عدّت گزارے بغیر** عورت نکاح نہیں کر سکتی تو پھر مرد بھی عدّت گزارے بغیر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔

۳۔ اگر کوئی عورت مقرّرہ عدت کے دوران کسی مرد سے نکاح کرے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا

بالکل اسی طرح اگر کوئی مرد اپنی عدت گزارے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق بھی منعقد نہ ہوگی ۔

قانونِ خداوندی (پہلا قدم)

آیت ۲۲۶ کے مطابق قانونِ خداوندی ہے کہ طلاق دینے سے پہلے مرد چار ماہ کی عدت پوری کرے اس کے بعد وہ اپنا حق طلاق استعمال کرسکتا ہے ۔

البتہ اپنی عدت کے دوران وہ کوشش کرسکتا ہے کہ ناراضگی ختم کرکے دوبارہ پہلے کی طرح یک قالب دوجان والے میاں بیوی بن جائیں ۔

آیت ۲۲۷ اگر طلاق دینے کا ارادہ کر ہی لیا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ بھی سب سنتا رہا ہے ۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے ۔ (گویا اب طلاق دینے کی اجازت ہے)

طلاق :-

طلاق ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوگئی تھی ۔ پہلے اس پر غور فرمالیں ۔ اس لفظ کا مادہ ط ۔ ل ۔ ق ہے ۔ اس مادے سے بنے ہوئے الفاظ قرآن مجید میں آٹھ جگہ آئے ہیں ۔ از راہ کرم قرآن کھول لیں ۔ اور دیکھیں ۔

۱ ۔ سورۃ کہف ۱۸ : ۷۱ (فَانْطَلَقَا) (چنانچہ وہ دونوں چل دئے)
۲ ۔ سورۃ کہف ۱۸ : ۷۴ (فَانْطَلَقَا) (چنانچہ وہ دونوں چل دئے)
۳ ۔ سورۃ کہف ۱۸ : ۷۷ (فَانْطَلَقَا) (چنانچہ وہ دونوں چل دئے)
۴ ۔ سورۃ شعرا ۲۶ : ۱۳ (لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ) (میری زبان نہیں چلتی)
۵ ۔ سورۃ ص ۳۸ : ۶ (وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ) (اور سردارِ قوم چل پڑے)
۶ ۔ سورۃ قلم ۶۸ : ۲۳ (فَانْطَلَقُوْا) (پس وہ چل دئے)
۷ ۔ سورۃ مُرسلٰت ۷۷ : ۲۹ (اِنْطَلِقُوْا) (چلو ۔ چلیں)
۸ ۔ سورۃ فتح ۴۸ : ۱۵ (اِذَا انْطَلَقْتُمْ) (جب تم چلو گے)

ان آٹھ آیات میں ط ۔ ل ۔ ق سے بنے ہوئے الفاظ نے ہر جگہ (چلنے ۔ چلے جانے) کے معنی دئے ہیں ۔ اب سوچئے ، طلاق کے معنی کیا ہونگے ؟

طلاق کے معنی ہیں ۔ عورت کو کہنا (تو میرے گھر سے چلی جا)

بتایئے ان الفاظ میں نکاح کا ٹوٹ جانا کہاں نظر آرہا ہے ۔ آپ عام الفاظ میں طلاق کے لئے لفظ "علیحدگی" استعمال کرسکتے ہیں ۔

آیت ۲۲۸ اور علیحدگی اختیار کرنے والی عورتیں تین حیض تک خود کو روکے رہیں ۔ اور ان کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اس کو ظاہر نہ کریں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں خدا پر اور روزِ آخرت پر ۔

اور ان کے خاوند اس مدت میں ان کو اپنی زوجیت میں لینے کا زیادہ حق رکھتے ہیں ۔ اگر وہ صلح کا ارادہ رکھتے ہوں ۔

اور عورتوں کا حق بھی مردوں پر اتنا ہی ہے جتنا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت میں تین احکامات آئے ہیں۔

۱۔ طلاق یافتہ عورتیں تین حیض کے برابر مدت کو بطور عدّت گزاریں

۲۔ اگر حاملہ ہوں تو بتا دیں

۳۔ عدّت کے دوران دونوں رجوع کر سکتے ہیں۔ یعنی ازدواجی زندگی شروع کر سکتے ہیں۔

قانونِ خداوندی (دوسرا قدم)

جب مرد نے طلاق دیدی تو عورت بھی عدّت گزارے گی جیسے پہلے اس کے خاوند نے چار ماہ کی عدّت گزاری تھی۔

اس دوران مطلقہ عورت اپنے خاوند پر حرام نہیں ہوتی۔ لہٰذہ وہ بغیر نکاح کئے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا ہے۔

ایک اہم سوال

عورت نے عدّت شروع کر دی ہے۔ بتائیے یہ عدّت اُس نے ایک طلاق کے بعد شروع کی ہے یا دو طلاق کے بعد شروع کی ہے یا تین طلاق کے بعد شروع کی ہے۔؟

جواب یہ ہے کہ زیرِ مطالعہ ان تین ۳ آیات میں طلاق کی تعداد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہٰذہ نہ آپ ایک طلاق کہہ سکتے ہیں۔ نہ دو طلاق کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی تین طلاق کا فتویٰ دے سکتے ہیں نہ ہی ان آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مرد نے منہ سے کوئی لفظ کہا تھا کہ نہیں۔

اسی لئے میں عربی لفظ طلاق کا اردو لفظ **علیحدگی** لکھتا ہوں۔

اب تک کے مطالعہ سے تین باتیں سمجھ آئیں۔

۱۔ مرد نے اپنی عدّت گزاری — آیت ۲۲۶

۲۔ اور علیحدگی اختیار کر لی — آیت ۲۲۷

۳۔ علیحدگی قبول کر کے عورت عدّت گزارنے لگی — آیت ۲۲۸

یہ تینوں مراحل خاموشی سے طے ہوئے نہ کسی نے کچھ کہا اور نہ کسی نے کچھ سُنا۔ خود عورت نے مرد کی چار ماہ کی عدت کے بعد اپنی عدّت شروع کر دی ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو یہاں روک لیں۔ اور ایک بات سُن لیں

ہماری روش

ہمارے ہاں یہ اصول بن چکا ہے کہ خاوند رات کو ہم بستری کرتا ہے۔ اور صبح کو جب کسی وجہ سے میاں بیوی میں لڑائی ہوجاتی ہے تو وہ فوراً طلاق دیدیتا ہے۔

کوئی مرد طلاق دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اپنی عدّت گزارتا ہی نہیں۔

سوچئے!

اگر ایک بیوہ یا مطلقہ عورت اپنی مقررہ عدّت گزارے بغیر نکاح کر لے تو وہ عورت نکاح کرنے والے مرد پر حلال نہ ہوگی۔ کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی عدّت نہیں گزاری تھی۔ تو بغیر عدّت گزارے مرد کے طلاق کہنے سے عورت حرام کیسے ہوگئی

اور جیسے عدّت پوری نہ کرنے والی عورت چاہے تین دفعہ نکاح پڑھوائے نکاح منعقد نہ ہوگا

اسی طرح عدّت پوری نہ کرنے والے مرد کی طلاق منعقد نہ ہوگی چاہے وہ تین طلاق ہی دے ۔

یا پھر یہ کہہ دیں کہ آیت ۲۲۶ میں دیا گیا حکم ہمیں قبول نہیں ہے ۔

آیئے سلسلہ گفتگو وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے چھوڑا تھا ۔ عورت عدّت گزار رہی ہے ۔

اب دو کام ہو سکتے ہیں !

۱ ۔ وَبُعُوْلَتُھُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّھِنَّ کے حکم کے مطابق مرد اٹھے اور اپنی بے عقل بیوی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے بستر پر لے آئے

۲ ۔ یا عدّت کا وقت گزر نے دے

اگر مرد اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اُسے عدّت کے حجرے سے اٹھا لائے تو یہ علمائے کرام کی نظر میں رجوع ہو جائے گا ۔

اور اگر عدّت کو جاری رہنے دیتا ہے کہ عدّت پوری ہو جائے ۔ تو نکاح ختم ہو جائے گا ۔

مگر ہمارا رحیم خالق و مالک نہیں چاہتا کہ ہمارا گھر برباد ہو جائے ۔ ہم بیوی کے بغیر بے سکون ہو جائیں ۔ ہمارے معصوم بچے ماں کی ٹھنڈی چھاؤں سے محروم ہو جائیں ۔ اسی لئے وہ تین طلاق یا ایک طلاق کی شرط نہیں لگاتا ۔ بلکہ حکم دیتا ہے ۔

۱ ۔ علیحدگی اختیار کرنے سے پہلے چار ماہ کی عدت گزارو

(تاکہ غصّہ ٹھنڈا ہو جائے اور علیحدگی کے نتائج کے متعلق سوچ سکو)

اس دوران بیوی خاوند پر حرام نہیں کی گئی ۔

۲ ۔ چار ماہ بعد اب عورت کے لئے حکم ہے کہ اب وہ تین حیض تک عدّت گزارے

(تاکہ ٹھنڈے دل سے سوچ سکے کہ میرا گھر ۔ میرے بچے مجھ سے جُدا ہو جائیں گے

اس دوران بھی بیوی خاوند پر حرام نہیں کی گئی ۔

اس سات ماہ کی عدّت کے دوران مرد و عورت دوبارہ صلح کر کے اپنی ازدواجی زندگی شروع کر سکتے ہیں ۔ نفرت کے انگاروں پر جلنے والا گھر دوبارہ جنّت بن جائے گا ۔ اور برباد ہوتا گھر دوبارہ آباد ہو جائے گا ۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ

اس تمام معاملے میں کیونکہ مرد ہی زیادہ بھاگ دوڑ کرتا ہے ۔ وہی سب سے پہلے تنہائی کی آگ میں جلتا ہے ۔ حتکہ چار ماہ کی تکلیف دہ عدّت بھی وہی پہلے پوری کرتا ہے ۔ بعد میں عورت کی عدّت کے دوران بھی وہی ہمّت کرتا ہے اور سب کچھ بُھلا کر پھر اپنی ضدی بیوی کو اٹھا لاتا ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالٰی نے مرد کا ایک درجہ عورت سے زیادہ رکھا ہے ۔

اور مرد کو علیحدگی اختیار کرنے کا حق دو مرتبہ دیا ہے ۔ اگر پھر کسی وقت سال یا دو چار سال بعد بیوی دوبارہ ضد پر اتر آئے اور نافرمان ہو جائے تو مرد پہلے کی طرح اپنی عدّت گزار کر دوبارہ علیحدگی اختیار کر سکتا ہے ۔ عورت کو بھی دوبارہ عدّت گزارنا ہوگی ۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ

علیحدگی دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ آیت ۲۲۹

قانونِ خداوندی (تیسرا قدم)

فتاویٰ کبریا کے مطابق مفتی اکبر جلّ شانُہٗ کا فیصلہ یہ ہے۔

۱۔ اگر میاں بیوی میں اَن بن ہو جائے اور ازدواجی تعلقات قائم رکھنا مشکل ہو جائیں۔ جبکہ بیوی بھی ضد پر اُتر آئے تو پہلے مرد چار ماہ کے لئے عورت سے ہم بستری اور بول چال بند کر دے۔ یہ چار ماہ مرد کی عدّت ہیں۔ جو اس پر فرض ہے۔

۲۔ اس عدّت کے دوران اگر کسی طرح معاملہ رفع دفع ہو جائے تو کر لو۔ تمہاری بیوی تمہارے لئے حلال ہے۔

۳۔ اگر چار ماہ میں جھگڑا ختم نہیں ہوا تو اب بیوی پر فرض ہے کہ وہ اپنے لئے سوچے کہ میرا کیا ہوگا۔ اس کے لئے عورت کو تین حیض کی مدّت دی گئی ہے جو اس پر پوری کرنا فرض ہے۔ یہ عورت کی عدّت کہلاتی ہے۔

۴۔ عورت کے زمانہ عدّت کے دوران مرد کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بے عقل اور ضدی بیوی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس اُٹھا لائے اور دوبارہ اُسے پہلے جیسی بیوی کا مقام دے۔

۵۔ اگر عورت آجائے تو ازدواجی تعلقات ٹوٹنے کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اور گھر دوبارہ آباد ہو جائے گا
یہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کی پہلی سیڑھی تھی یعنی مرد نے اپنا پہلا حق ادا کر دیا

دوبارہ جھگڑا ہو گیا

میاں بیوی میں پھر ناچاقی ہو گئی۔ مرد بھی ضدی ہو گیا۔ عورت بھی ضدی ہو گئی۔ اور معاملہ پھر پہلے کی طرح علیحدگی تک پہنچ گیا۔ تو پھر سے دوبارہ :۔

۱۔ مرد کو چار ماہ کی عدّت گزارنا ہوگی۔

۲۔ کسی نہ کسی طرح خاندان والوں کے ذریعہ یا منّت و سماجت سے گھر کو برباد ہونے سے بچانے کی کوشش کرنا ہوگی۔

۳۔ عورت کو دوبارہ تین حیض والی عدّت گزارنا ہوگی۔

۴۔ مرد پھر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے بیوی کو دوبارہ ہاتھ پکڑ کر لا سکتا ہے۔

یہ ہے (اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ) یعنی علیحدگی دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ تیسری مرتبہ علیحدگی کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ان دونوں علیحدگی کے اوقات میں دو کام ہو سکتے ہیں۔

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ ۔ اَوْ ۔ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

عدّت کے ساتھ روک لو۔ یا ۔ اُن پر احسان کر کے جانے دو

علیحدگی کے بعد عدّت کے ساتھ روک لینے کی بات تو ہو چکی جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں آپ نے پڑھ لیا ہے۔ اب رہ گئی دوسری صورت :۔

تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ :۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عورت اپنی ضد پر قائم رہے اور مرد کی منت سماجت کو اہمیت ہی نہ دے تو لامحالہ عورت کی عدّت بھی پوری ہو جائے گی

اس کے بعد کیا کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے بات کو یہاں روک کر ضمناً ایک بات اور بھی بیان کی ہے۔ پڑھیے
آیت ۲۳۰
(اگر پھر علیحدگی اختیار کی تو بیوی تم پر حرام ہو جائے گی۔ حتکہ وہ نکاح کر کے کسی اور کی بیوی بن جائے۔
اگر وہ بھی علیحدگی اختیار کرے تو پھر ان دونوں پر گناہ نہیں کہ دوبارہ مل بیٹھیں اگر خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں توڑیں گے۔
اور یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ جو صاحبانِ علم کے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔)

یہ ضمنی بات بتا کر اللہ تعالیٰ دوبارہ اس بات کو شروع کرتا ہے۔ جو آیت ۲۲۹ کے تحت بیان ہو رہی تھی۔ اب پڑھیے آیت ۲۳۱
(جب تم عورتوں کو علیحدہ کر دو اور اُن کی عدّت پوری ہو جائے تب بھی ان کو عزّت کے ساتھ روک لو۔ یا عزّت سے جانے دو۔
انہیں زیادتی کر کے تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ جو ایسا کرے گا وہ خود پر ظلم کرے گا۔
اللہ تعالیٰ کے قوانین کو مذاق نہ سمجھو - - - - - - - - - - - - - - - - -)

توجہ فرمائیں! (چوتھا قدم)

عورت عدّت مکمل کر چکی۔ نکاح ختم ہو گیا۔
مگر مرد بھی روک رہا ہے۔ عزیز و اقارب بھی روک رہے ہیں۔ بچے بھی جاتی ہوئی ماں کے قدموں میں بچھ گئے ہیں۔ بار بار (امّی نہ جاؤ۔ امّی نہ جاؤ) کہہ رہے ہیں۔
اللہ ربُّ العزّت سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ ماں کے آنسو۔ بچوں کی التجائیں۔ خاوند کی مایوسی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ بچوں پر شفقت کی نظر کرتا ہے۔ عورت اور مرد کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور اس اجڑتے ہوئے گھر کو بچانے کے لئے حکم دیتا ہے:۔
آیت ۲۳۲
(جب عورتوں سے علیحدگی ہو جائے اور اُن کی عدّت پوری ہو جائے۔ تب بھی عورتوں کو نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کر لیں جبکہ وہ عزّت کے ساتھ راضی ہو جائیں۔
یہ اس کو نصیحت کی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت کو مانتا ہے۔
ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ
یہی تمہارے لئے بہتری اور پاکیزگی کی بات ہے۔
اللہ تعالیٰ (مستقبل کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔)
لیجیے! اللہ تعالیٰ نے گھر کو آباد رکھنے کے لئے دوبارہ راستہ ہموار کر دیا کہ بجائے

کسی اور مرد سے نکاح کرنے کے ، عورت اپنے بچوں کے باپ سے نکاح کر لے ۔ اور پھر سے
اپنے بچوں کو آغوش میں لے لے ۔

دیکھا آپ نے ! اللہ تعالٰے کس کس طرح اجڑتے گھروں کو آباد رکھنے کی راہیں کھولتا ہے ۔

اِدھر ہمارے مفتی صاحب ہیں کہ ہر وقت گھر اُجاڑنے اور برباد کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں ۔

غور فرمائیں ! اللہ تعالٰے نے کتنی دیر تک عورت کو اُس کے مرد پر حرام نہیں ہونے دیا
پہلے چار مہینے مرد نے عدت گزاری مگر عورت اپنے خاوند پر حلال رہی
پھر عورت نے تین حیض والی عدت گزاری مگر وہ اپنے خاوند پر حلال رہی
اس طرح سات مہینے گزر گئے ۔ دونوں ناراض رہے ۔ ہم بستری نہیں کی مگر
دونوں ایک دوسرے کے لئے حلال رہے ۔
عدت ختم ہوگئی ۔ نکاح ٹوٹ گیا ۔ ازدواجی تعلقات نہ رہے ۔ اس کے بعد
بھی اللہ تعالٰے نے گوارہ نہ کیا کہ گھر برباد ہوجائے ۔
گھر کو آباد رکھنے کے لئے دوبارہ نکاح کرنے کی رعایت دیدی

طلاق کے مسئلے میں یہ ہے فتوٰی اُس مفتی اکبر جلّ شانُہٗ کا ۔

معزز قارئین !
جو کچھ میں نے سمجھا آپ کے سامنے رکھ دیا ۔ ماننا یا نہ ماننا آپ کا کام ہے ۔
اب آپ پر فرض ہے کہ سورۃ بقرہ کی آیات ۲۲۶ تا ۲۳۲ کو آپ بھی پڑھیں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ کیا اللہ تعالٰے نے یونہی فرمایا ہے ۔

اَزْوَاجَھُنَّ

آیت ۲۳۲ میں ایک لفظ (اَزْوَاجَھُنَّ) آیا ہے ۔ بعض علمائے کرام و مترجمین نے اس کے ترجمہ کرنے میں غلطی کی ہے ۔ مثلاً شیعہ مترجم امداد حسین کاظمی ۔ فتح محمد جالندھری ۔ اور دیگر کئی علمائے کرام نے اس آیت میں اس کا ترجمہ (دوسرے شوہر) کیا ہے ۔ حالانکہ دوسرا آدمی تو ابھی شوہر بنا ہی نہیں ۔ اس کے لئے لفظ شوہر استعمال نہیں کر سکتے ۔

یہ لفظ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے ۔
اَزْوَاجَ — ھُنَّ
خاوند (شوہر) — اُن کے (اپنے)

ذرا سوچئے !
آپ کی موجودہ بیوی آپ کی زوجہ کب بنی تھی ؟

نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد ؟

کیا آپ نکاح سے پہلے اپنی موجودہ بیوی کو اپنی زوجہ کہہ سکتے تھے ؟
یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہے ۔
جب نکاح سے پہلے وہ آپ کی زوجہ نہیں تھی تو آپ بھی نکاح سے پہلے اُس کے زوج (شوہر) نہ تھے ۔

نکاح کے بعد وہ آپ کی زوجہ بنی اور آپ اُس کے زوج (شوہر) بنے تھے
لہٰذہ (اَزْوَاجَهُنَّ) کا مطلب عدّت گزارنے والی عورت کا سابقہ شوہر ہے ۔
وہ مرد جس سے ابھی عورت کا نکاح نہیں ہوا ، اس کا زوج نہیں کہلا سکتا ۔ نہ ہی یہ عورت اس کی زوجہ کہلا سکتی ہے ۔

یہ ہی وجہ ہے ۔ کہ اعلیٰحضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے :-

(اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو !
انہیں نہ روکو اس سے کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں)

ایسا ہی ترجمہ اہل حدیث مسلک کے مولوی عبد الرحمٰن کیلانی (مصنف تفسیر تیسیر القرآن) نے کیا ہے :-

(جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت کو پہنچ جائیں تو انہیں
اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو)

:- مسئلہ تین طلاق کا :-

اللہ تعالٰی نے طلاق (علیحدگی) کے مسئلے کو سورہ بقرہ میں آیت ۲۲۶ء سے آیت ۲۳۲ء تک بیان فرمایا ہے ۔ کسی جگہ بھی تین طلاق کا ذکر نہیں ہوا ۔ خود علمائے کرام نے اپنا خود ساختہ اصول طلاق صحیح ثابت کرنے کے لئے قوس (ــــ) میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا کر مطلب اخذ کر لیا ہے ۔
جس طرح قرآن میں تحریف لفظی کرنا گناہ ہے اسی طرح قرآن کے ترجمہ میں تحریف معنوی کرنا بھی گناہ ہے ۔ اپنی مرضی کے معنی حاصل کرنے کے لئے الفاظ بڑھانا بھی تحریف ہے ۔

بہر حال ۔ بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے (اقبالؒ)

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (سورۃ اعراف ۷ : ۱۸۵)
اس کے بعد کس حدیث پر ایمان لاؤ گے

M S ANSARI Lahore

Sabir Ansari faheem.ul.quran@gmail.com

Link of Verse 2:226 with Divorce in Quran

میرے قابلِ صد احترام بھائی! ڈاکٹر عالم ساجد صاحب السلامُ علیکم
آپ سے فون پر بات ہوئی۔ بہت اچھا لگا۔ آپ کے بعد جناب محترم
طیب صاحب کا بھی فون آیا تھا۔ مسئلہ طلاق میں لفظ یُؤلُوْنَ پر
آپ کو ٹھہرنا پڑا۔ کیونکہ اس لفظ کے معنی میں نے "چھوڑ دینا" کر دئے
ہیں۔ جبکہ معزز مترجمین نے اس کا ترجمہ "پاس نہ جانے کی قسم" کیا ہے۔
ڈاکٹر صاحب! توجہ فرمائیں!

١۔ میرا ترجمہ غلط ہے۔

یا ٢۔ معزز مترجمین کا ترجمہ غلط ہے۔

لفظ یُؤلُوْنَ سے میں نے یہ ترجمہ "چھوڑ دینا" کیسے حاصل کیا۔ عرض کرتا ہوں
آپ جانتے ہیں کہ ہر لفظ کا ایک مادہ ہوتا ہے۔ اس مادے سے کیا معنی
حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے وہ تمام الفاظ اکٹھے کئے جاتے ہیں جو اس
مادے سے بنے تھے۔ وہ مختلف جملوں یا آیات میں کیا معنی دے
رہے ہیں۔ ان کو دیکھا جاتا ہے۔ تب زیرِ مطالعہ لفظ کے اصل معنی
حاصل ہوتے ہیں۔

لفظ یُؤلُوْنَ کا مادہ بقول علماءِ لغت أ۔ل۔و
ہے۔ جس سے بنے ہوئے صرف تین الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

١۔ یُؤلُوْنَ (یہ لفظ زیرِ بحث ہے)
٢۔ یَاْلُوْنَکُمْ (سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ١١٨)
٣۔ یَاْتَلِ (سورۃ نور آیت نمبر ٢٢)

آئیے ان تینوں آیات کا لفظی ترجمہ دیکھیں!

سورۃ آل عمران ٣: ١١٨

عربی متن:۔ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا

لفظی صورت:۔ لَا ۔ یٰ ۔ اَلُوْنَ ۔ کُمْ ۔ خَبَالًا

دوبارہ دیکھئے :- لَا - یْ - اٰلُوْنَ - کُمْ - خبالًا

لفظی ترجمہ :- نہ - وہ - باز رہیں گے - تم کو - خراب کرنے سے

یا یوں کہہ لیں :- نہ - وہ - چھوڑیں گے - تم کو - خراب کئے بغیر

غور فرمائیں ! مادہ أ - ل - و سے بنے ہوئے لفظ یَاْلُوْنَ نے کیا معنی دئے - لہٰذہ لفظ یُؤْلُوْنَ کا ترجمہ (باز رہنا - چھوڑ دینا) تو بن سکتا ہے - " پاس نہ جانے کی قسم کھانا " نہیں بن سکتا :

۲ - سورۃ نور ۲۴ : ۲۲ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ ....

لفظی صورت :- لَا - یْ - اْتَلِ - اُولُوا الْفَضْلِ

نہ - وہ - چھوڑیں - جو صاحبانِ فضل ہیں

اس لحاظ سے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۲۶ کا ترجمہ بنتا ہے -

" جو لوگ اپنی عورتوں کو چھوڑنا چاہیں :

محترم ڈاکٹر صاحب ! میں نے اپنا ترجمہ اس طرح حاصل کیا ہے - میں نے نہ کسی تفسیر سے مدد لی ہے - نہ کسی لغت سے -

اب آپ تحریر فرمائیں کہ لفظ یُؤْلُوْنَ کا ترجمہ " پاس نہ جانے کی قسم کھانا " کیسے حاصل ہوا تھا - ؟

یہاں ایک بات عرض کردوں کہ قرآن کا پہلا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا - جو ایک شیعہ عالم آغا جمال خوانساری نے گیارھویں صدی ہجری میں کیا تھا - تمام لغت کی کتب اُس فارسی ترجمہ سے ماخوذ ہیں :

آپ کا مخلص

م - ص - انصاری لاہور

7.7.2011

یورپ میں طلاق دینے سے پہلے میاں بیوی کا ایک سال کیلیے الگ رہنا ضروری ہے تا کہ اگر وہ چاہیں تو دوبارہ اکٹھے ہو سکیں۔ 2:226

میرے قابلِ صد احترام بھائیو! مولانا مظہر صاحب، ڈاکٹر عالم ساجد صاحب

السلام علیکم!

مسئلہ طلاق کے تحت لفظ یُؤلُوْن زیرِ بحث آ رہا ہے۔ تو معزز علماء کرام سورۃ نور کی آیت نمبر ۲۲ پیش کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ جب واقعہ اِفک کے سبب حسان بن ثابت اور ابوبکرؓ کے ایک غریب رشتہ دار کو ۱۰۰، ۱۰۰ کوڑے مارے گئے تھے تو امام ابوبکرؓ صدیق نے قسم کھائی تھی کہ اب وہ اپنے رشتہ دار مُسطح کو مالی امداد نہ دیں گے۔

چنانچہ سورۃ نور کی آیت ۲۲ نازل ہوئی۔ لہٰذہ امام ابوبکرؓ صدیق نے دوبارہ اُس شخص کی مالی امداد شروع کر دی تھی۔

یہ کہانی کس حد تک سچ ہے۔ تحقیق طلب ہے۔

قرآن اس کہانی کی تصدیق نہیں کرتا۔

میں نے پوچھا تھا۔ کہ اگر امام اوّل ابوبکرؓ صدیق نے قسم کھائی تھی۔ اور پھر امداد دینی شروع کر دی تھی۔ تو کیا انہوں نے قسم توڑنے کا کفارہ ادا کیا تھا۔ مولانا صاحب کا جواب تھا، "دیا ہوگا"

احادیث مبارکہ کا سارا دفتر مطالعہ کر لیں آپ کو ایک حدیث بھی ایسی نہ ملے گی۔ جس میں امام ابوبکرؓ صدیق کا یہ بیان ہو کہ میں نے قسم کھائی تھی اور پھر کفارہ ادا کیا تھا۔

یہ اور ایسے بلا ثبوت بیانات آپ کو تفسیر ابن کثیر میں اور تفسیر روح البیان از اسمٰعیل حقّی میں بہت نظر آئیں گے۔

ذہن نشین کر لیں کہ یُؤلُوْن کا مطلب قسم کھانا نہیں ہے۔

آپ کا مخلص

م۔ص۔ انصاری

۱۱۔جولائی ۲۰۱۱ء

www.mypakistan.com/?p=4677

حدیثِ ایلاء پر تبصرہ

(حدیث میں لفظ ایلیٰ ہے

میرے قابلِ صد احترام بھائی۔ رانا صاحب السلام علیکم!

آپ نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 226 کے تحت بخاری شریف کی ایلاء والی حدیث مرحمت فرمائی۔ شکریہ

مگر حدیث بھیجنے سے پہلے اس پر غور نہیں فرمایا۔ آئیے ہم دونوں دوبارہ غور کریں:

۱۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ گھوڑے سے گرنے کے سبب سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی یا کندھا زخمی ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی

الف:۔ راوی انس بن مالک کو صحیح طور پر معلوم نہیں کہ چوٹ کہاں لگی تھی

ب:۔ گرے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے۔ ناراض ہو گئے بیویوں سے یہ کونسا اصول ہے۔ ایسی حالت میں سب سے اچھی خدمت بیوی ہی کر سکتی ہے۔

ج:۔ خدانخواستہ۔ اللہ نہ کرے۔ آپ موٹر سائیکل سے گر کر زخمی ہو جائیں تو کیا آپ اپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیں گے۔؟ یقیناً آپ ایسا نہ کریں گے۔ سوچئے! کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو گا؟

۲۔ اس حدیث کا اوّلین راوی امام مالکؒ کا بیٹا انس بن مالک ہے۔ نہ یہ خود صحابی ہے نہ اس کے والد صاحب امام مالکؒ صحابی ہیں کیونکہ اسماء الرجال کی کتب میں امام مالکؒ کا سن پیدائش ۹۳ھ لکھا ملتا ہے:

غور فرمائیں!

الف:۔ انس ~~بن~~ مالک نے کہیں نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ واقعہ

کہاں سے حاصل کیا۔

اس حدیث کے چار راوی ہیں۔ ان کا سلسلہ یوں ہے۔

۱۔ محمد بن ابراہیم ۔ شہر بغداد ۔ ۲۵۵ھ میں فوت ہوئے

۲۔ یزید بن ہارون ۔ شہر بغداد ۔ ۲۰۶ھ میں فوت ہوئے

۳۔ حمید الطویل ۔ شہر بصرہ ۔ ۱۴۳ھ میں فوت ہوئے

۴۔ انس بن مالک ۔ شہر مدینہ

اس کے بعد سلسلہ راویاں منقطع ہے۔

ایسی حدیث منقطع حدیث کہلاتی ہے۔ اس قسم کی احادیث کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ اِسے آپ گپ شپ ہی کہہ سکتے ہیں :

میرے محترم بھائی۔ جب تک آپ قرآن کو احادیث کی روشنی میں پڑھتے رہیں گے۔ حیران وسرگرداں رہیں گے۔

یاد رکھیئے قرآن ان کتب کا محتاج نہیں ہے۔ یہ اپنی تفسیر خود دیتا ہے :

شاید آپ نے اس حدیث کا عربی متن نہیں پڑھا۔ از راہ کرم بخاری شریف کھول لیں اور زیر مطالعہ حدیث نکال لیں۔ عربی جملہ ہے۔

وَ اٰلیٰ مِنْ نِّسَآئِہٖ

اس جملے کا ترجمہ کیا جاتا { آپ نے بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی }

اس میں لفظ اِلیٰ کا مطلب " قسم کھانا " بتایا جاتا ہے۔

اب کچھ دیر کے لئے قرآن کھول لیں۔ لفظ اِلیٰ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ دیکھئے وہاں اِلیٰ کے کیا معنی لکھے ہیں :۔

۱۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۴ "وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ"

۲۔ " " آیت ۷۶ "بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ"

۳۔ " آل عمران آیت ۱۲ "تُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ"

۴۔ " " آیت ۴۹ "رَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ"

۵۔ سورۃ اعراف آیت ۱۵۰ "وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ"

ان آیات میں اور تمام قرآن میں لفظ اِلیٰ کا ترجمہ (طرف) یعنی (TO WARDS) لکھا ملتا ہے۔ حدیث میں اس کے معنی قسم کھانا کیسے بن گئے؟ پورا قرآن پڑھ جائیں۔ آپ کو ایک جگہ بھی لفظ اِلیٰ کے معنی قسم کھانا نہ ملیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث جعلی ہے۔ اور دشمنانِ اسلام نے اِسے اس لئے بنایا تھا کہ مسلمانوں کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک (خاکم بدہن اللہ معاف کرے) ناسمجھ انسان ثابت کیا جا سکے۔ ایسی بے شمار احادیث موجود ہیں جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گھٹانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

میں نے آپ کو ایک مضمون "سورج کا مطالعہ چراغ کی روشنی میں" بھیجا تھا۔ مہربانی فرما کر اُسے دوبارہ پڑھ لیں۔

حقیر جان کے جس کو بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلے گا۔ تو روشنی ہو گی

آپ کا مخلص

م۔ ص۔ انصاری

13-7-2011

سوال نامہ

سوال نمبر ۱ = آیت ۲۲۶ میں لفظ یُؤْلُوْنَ کے معنی (قسم کھائیں) کیسے بنے۔ مثال دیں

سوال نمبر ۲ = آیت ۲۲۶ کے مطابق مرد چار ماہ تک کس کا انتظار کرے ؟
کیا یہ انتظار کرنا مرد پر فرض ہے۔ ؟

سوال نمبر ۳ = آیت ۲۲۷ میں لفظ طلاق کے بدلے اردو یا پنجابی زبان میں کیا لفظ بولا جائے گا۔ ؟
جیسے کہ انگریزی زبان میں (DIVORCE) بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۴ = آیت ۲۲۸ میں وہ کونسا لفظ ہے جو عورت پر تین حیض والی عدت گزارنا فرض کرتا ہے

سوال نمبر ۵ = آیت ۲۲۹ میں لفظ مَرَّتٰنِ سے یہ کیسے ثابت کیا جائے کہ ایک مجلس میں بیک وقت دو
طلاق کا بیان ہے۔
اسی طرح اس لفظ سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ دو طلاق دو الگ الگ ماہ میں
دینا فرض ہے۔
ہم اسے دو الگ الگ سال میں کیوں نہ سمجھیں ؟

سوال نمبر ۶ = ایک وقت یا ایک مجلس میں ایک طلاق دینا یا تین طلاق دینا قرآن کی کس آیت
میں ملتا ہے ؟

سوال نمبر ۷ = آیت ۲۳۰ میں کہہ دیا گیا ہے کہ طلاق کے بعد عورت اپنے مرد پر حلال نہیں رہتی
تو آیت ۲۳۱ میں اسے روکنے کا کیا مطلب ہے۔

سوال نمبر ۸ = آیت ۲۳۲ میں اَزْوَاجَهُنَّ سے دوسرا شوہر کیسے مراد لیا گیا ہے ؟

۲۴:۵۳ قسم - وَاَقسَمُوا بِاللہ اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔

۲:۲۲۵ ۔ یؤاخِذُکم - پوچھ پرتیت اسکا معنی قسم نہیں ہے

۲:۲۲۸ طلاق یافتہ عورتیں اپنے نفسوں کو تین قروٓء یہاں تین ماہ کا ذکر نہیں جیسے ۲۲۶ میں (اربعۃ اشھر) چار ماہ کا ذکر ہے

سوال نمبر ۶ ۔ تین طلاق کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔

مزید معلومات کے لئے ۶۵:۱ - ۲ - ۴ - ۵ - ۶-۷ کا مطالعہ مفید ہے۔

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
رَبِّى :	ويسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربى نسفا... ...	١٠٥ك	طـه	٢٠
	قال ربى يعلم القول فى السماء والأرض وهو السميع العليم	٤ ك	الأنبياء	٢١
	قل ما يعبأ بكم ربى لولا دعاؤكم...	٧٧ ك	الفرقان	٢٥
	ففررت منكم لما خفتكم فوهب لى ربى حكما... ...	٢١ ك	الشعراء	٢٦
	قال كلا إن معى ربى سيهدين	٦٢ ك	«	٢٦
	إن حسابهم إلا على ربى لو تشعرون	١١٣ك	«	٢٦
	قال ربى أعلم بما تعملون	١٨٨ك	«	٢٦
	قال هذا من فضل ربى ليبلونى أأشكر أم أكفر ...	٤٠ ك	النمـل	٢٧
	ومن شكر فإنما يشكر لنفسه ومن كفر فإن ربى غنى كريم	٤٠ ك	«	٢٧
	ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربى أن يهدينى سواء السبيل	٢٢ ك	القصص	٢٨
	وقال موسى ربى أعلم بمن جاء بالهدى من عنده	٣٧ ك	«	٢٨
	قل ربى أعلم من جاء بالهدى ومن هو فى ضلال مبين	٨٥ م	«	٢٨
	فآمن له لوط وقال إنى مهاجر إلى ربى إنه هو العزيز الحكيم	٢٦ ك	العنكبوت	٢٩
	قل بلى وربى لتأتينكم عالم الغيب...	٣ ك	سبأ	٣٤
	قل إن ربى يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر	٣٦ ك	«	٣٤
	قل إن ربى يبسط الرزق لمن يشاء من عباده ويقدر له	٣٩ ك	«	٣٤
	قل إن ربى يقذف بالحق علام الغيوب	٤٨ ك	«	٣٤
	وإن اهتديت فبما يوحى إلىّ ربى	٥٠ ك	«	٣٤
	قال ياليت قومى يعلمون . بما غفر لى ربى وجعلنى من المكرمين	٢٧ ك	يس	٣٦
	ولولا نعمة ربى لكنت من المحضرين	٥٧ ك	الصافات	٣٧
	وقال إنى ذاهب إلى ربى سيهدين	٩٩ ك	«	٣٧
	فقال إنى أحببت حب الخير عن ذكر ربى	٣٢ ك	ص	٣٨
	قل إنى أخاف إن عصيت ربى عذاب يوم عظيم	١٣ ك	الزمر	٣٩
	وقال موسى إنى عذت بربى وربكم من كل متكبر	٢٧ ك	غافر	٤٠
	أتقتلون رجلا أن يقول ربىَ الله	٢٨ ك	«	٤٠
	قل إنى نهيت أن أعبد الذين تدعون من دون الله لما جاءنى البينات من ربى	٦٦ ك	«	٤٠
	ولئن رجعت إلى ربى إن لى عنده للحسنى	٥٠ ك	فصلت	٤١
	ذلكم الله ربى عليه توكلت وإليه أنيب...	١٠ ك	الشورى	٤٢
	إن الله هو ربى وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم	٦٤ ك	الزخرف	٤٣
	وإنى عذت بربى وربكم أن ترجمون	٢٠ ك	الدخان	٤٤
	قل بلى وربى لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم...	٧ ك	التغابن	٦٤
	قل إنما أدعو ربى ولا أشرك به أحدا	٢٠ ك	الجـن	٧٢
	قل إن أدرى أقريب ما توعدون أم يجعل له ربى أمدا	٢٥ ك	«	٧٢
	فأما الإنسان إذا ما ابتلاه ربه فأكرمه ونعمه فيقول ربى أكرمن	١٥ ك	الفجر	٨٩
	وأما إذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه فيقول ربى أهانن	١٦ ك	«	٨٩
أَرْبَابٌ :	أأرباب متفرقون خير أم الله الواحد القهار	٣٩ ك	يوسف	١٢

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
أَرْبَاباً :	ولا يتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون الله... ...	٦٤ م	آل عمران	٣
(٣)	ولا يأمركم أن تتخذوا الملائكة والنبيين أربابا ...	٨٠ م	«	٣
	اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله... ...	٣١ م	التوبة	٩
رِبِّيُّونَ :	وكأين من نبىّ قاتل معه ربيون كثير	١٤٦م	آل عمران	٣
الرَّبَّانِيُّونَ : (٢)	يحكم بها النبيون الذين أسلموا للذين هادوا والربانيون والأحبار	٤٤ م	المائدة	٥
	لولا ينهاهم الربانيون والأحبار عن قولهم الإثم وأكلهم السحت	٦٣ م	«	٥
رَبَّانِيِّينَ :	ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلّمون الكتاب	٧٩ م	آل عمران	٣
رَبَائِبُكُمُ :	وربائبكم اللاتى فى حجوركم من نسائكم اللاتى دخلتم بهن	٢٣ م	النساء	٤

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
رَبِحَت :	أولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم	١٦ م	البقرة	٢

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
تَرَبَّصْتُمْ :	ولكنكم فتنتم أنفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الأمانىّ	١٤ م	الحديد	٥٧
تَرَبَّصُونَ :	قل هل تربصون بنا إلا إحدى الحسنيين... ...	٥٢ م	التوبة	٩
نَتَرَبَّصُ : (٢)	ونحن نتربص بكم أن يصيبكم الله بعذاب من عنده أو بأيدينا	٥٢ م	«	٩
	أم يقولون شاعر نتربص به ريب المنون	٣٠ ك	الطور	٥٢
يَتَرَبَّصُ :	ومن الأعراب من يتخذ ما ينفق مغرما ويتربص بكم الدوائر	٩٨ م	التوبة	٩
يَتَرَبَّصْنَ :	والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء ...	٢٢٨م	البقرة	٢
(٢)	والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا	٢٣٤م	«	٢
يَتَرَبَّصُونَ :	الذين يتربصون بكم فإن كان لكم فتح من الله قالوا ألم نكن معكم	١٤١م	النساء	٤
تَرَبَّصُوا :	فتربصوا حتى يأتى الله بأمره	٢٤ م	التوبة	٩
(٥)	فتربصوا إنا معكم متربصون	٥٢ م	«	٩
	قل كل متربص فتربصوا	١٣٥ك	طـه	٢٠
	إن هو إلا رجل به جنة فتربصوا به حتى حين... ...	٢٥ ك	المؤمنون	٢٣
	قل تربصوا فإنى معكم من المتربصين	٣١ ك	الطور	٥٢
تَرَبُّصُ :	للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر	٢٢٦م	البقرة	٢
مُتَرَبِّصٌ :	قل كلٌّ متربصٌ فتربصوا	١٣٥ك	طـه	٢٠
مُتَرَبِّصُونَ :	فتربصوا إنا معكم متربصون...	٥٢ م	التوبة	٩
مُتَرَبِّصِينَ :	قل تربصوا فإنى معكم من المتربصين	٣١ ك	الطور	٥٢

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
رَبَطْنَا : (٢)	وربطنا على قلوبهم إذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والأرض	١٤ ك	الكهف	١٨
	إن كادت لتبدى به لولا أن ربطنا على قلبها لتكون من المؤمنين	١٠ ك	القصص	٢٨

Dear brother salaam to you and to your friends.

The mail I sent you today, I think will be the last mail on divorce.

M S ANSARI

I explained that word TALAAQ is a simple word in Arabic as divorce is a word in English .It cannot cancel NIKAH .It is used in Quran in many places as I have given examples on page 12. Please open the places mentioned on page12.you will fined the meaning of TLAAQ .The word Talaq is made from the matter T L Q.

Assalam-o-alaikum,

I am really very sorry I am responding so late. The main reason was my health. However it is always better to be late than never. Please let me know your own opinion.

Thanks.

Anwar Abbasi

My respected brother RANA salaams to you. Please pay my salaam to my respected elder .I am much thankful to my elder ABBASI because he is the only man who replied .I am agree or not, it is an other case, but it is true that the TALAAQ system which is going on in our nation is not according to Quran.

M S ANSARI